

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مثنوی
لے ۳ لے

قصہ

یعنی

واقعہ وفاتِ مہتاب النساہیم

من تصنیف

عالمیاد شریف عنی عن الاقاہات اب و الملک السیاحی و المصلح و او

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اے خدا اسکو نجات دے اور قلوب خاص عام تو کر
 واضح رائے باب دانش ہو کہ تھیں غم کی تصنیف ترتیب کے اصلی واقعات یہ ہیں کہ میری
 و خرماتہ قہاب النسا یکم مرحوم شیت ایزدی سے غین عالم جوانی اہل ہارہ برس کے سن میں
 بحالت نوع و ہسی اس دنیا سے فانی سے راہی را البقا ہوئی۔

اوس نجات ازل کا واقعہ انتقال کہ ایسا عجیب ہے کہ جسکا پورا بیان ممکن نہیں وقت آخر اسکو و
 استقلال حاصل تھا جو کسی اہل کامل کو نہیں ہوتا پہلے ایک شب کے خیف سی بخار میں اس نے اپنی
 موت کا تین کر لیا اور اپنے بچاؤن سے منہ موڑ کے یاد آہی میں مصروف ہو گئی۔

دوم یہ کہ سکرانے آثار او سپر بالکل ظاہر نہیں ہوئے بلکہ قبض روح کے وقت اللہ اللہ کہتے کہتے
 خاموش ہو گئی۔ اور شوق دیدار خدائیں اسکے انگلیں کہلی ہوئیں اور کلمہ کی دونوں انگلیاں اوکھین
 سوم یہ کہ جو وقت اسکی جان نے بیقراری سے لاش کو سینہ سے لگا لے کہا کہ افسوس ٹی میری

انگلیں کھلی گئی ہیں۔ مانی یہ تقریر آہ وزاری سے ہی مرحومہ نے فوراً انگلیں بند کر لیں۔
چارم جب لائق قیام بن گئی اور کسانہ خود بخود کہہ کر فریٹ گیا جس سے طغیر بن خدا تعالیٰ حرمت ٹاٹا دیا
چشم میں نے اور اوسکی والدہ نے ایک ہی شب میں مرحومہ کو ایک ہی حالت سے خواب میں
دیکھا اور اوس نے زبان عربی میں نہایت فصاحت سے احوال سوال و جواب قبر و
کیفیت و نزع و جنت و معذرت وغیرہ تفصیل بیان کی جیسا کہ اس ثنوی میں نظم ہے،
علاوہ اسکے بعض جاجیوں نے بظاہر بت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے آدیکھا اور اکثر
لوگوں نے اوسکو خواب میں تلاوت قرآن مجید کرتے ہوئے دیکھا اور اسوقت تک خوش اعتقاد ہی
مرحومہ قبر پر عروج ملاقات بہتا ہے متعدد اوقات لوگوں نے اوسکی قبر سے عود و عنبر کی بو بھکتے اور فوراً
دیکھا ہر ماہ حاصل ہے کہ اگر میں تمام کیفیات کہنے کا ارادہ کرتا تو ایک بڑی مطول کتاب ہوتی الغرض
ایسے ہی چند ابواب حالت رنج و غم میں مجھے اقصیٰ عنہم کہنے کے باعث ہو۔ اور جو واقعات
لکھو گئے بنیخدا ۱۱ و میں بناوٹ نہیں جو حالات میں نے دیکھے اور سنے ہیں وہی لکھو ہیں بلکہ اوں کے سوا کہ
مجھے کافی الفاظ نہیں ملتے۔ اس میں شک نہیں کہ ثنوی میں کوئی دھپ نہیں ہے لیکن حضرت غم فرقت
کے صد اوٹا ہے ہیں اُنکے دل ضرور نظم کو پسند کریں گے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر یہ میرا یہ ہلکا
مقبول خاطر ہو تو بیک وقت عاجز و ذلیل ہوں۔ دو تہیہ یہی غرض ہے، دوا خجانب کا ستاری خط



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمدِ خدائی تعالیٰ

ذاتِ بیچون میں نہیں دخل گمان
بندہ کیا شے ہے خدا ہے خود
اسکو پیدا کیا مارا اوس کو
ہر جگہ حاضر و ناظر دیکھا
ابھی ذرہ ہو چیک کر خورشید

کیا کریں جدِ خدا و جہان
اُس سے سب اہل جاہلی ہے نمونہ
کیا پست اسکو ابھارا اوس کو
کہیں باطن کہیں ظاہر دیکھا
جسکو تو چاہے کرے اسکو سعید

دل کے داغوں کو گلستانِ کرد
دل کو تو خانہٴ ایمانِ کرد
گترِ احکیمِ قضا جاری ہو
ابھی صحرا کا سمندر ہو جائے
ہو سمندر میں بمنہ دریا
دشتِ گلشن بنے گلشنِ سرا
شبِ دیوِ رشبِ نور بنے
چاند سوچ بھی شرارے ہو جائیں
شب کو بی نور تیارے ہو جائیں
خاک سے چاہے صدف پیدا ہو
عشق میں معجزہ کر دے پیدا

او گلستان کو بیابانِ کرد
مور کو چاہے سیلیمانِ کرد
خاک پر گنبدِ زنگاری ہو
راہِ بے سدِ سکندر ہو جائے
آگ سے ہو ابھی گوہر پیدا
بحرِ قطرہ بنے قطرہ دریا
روزِ روشن شبِ دیوِ رشبِ نور بنے
محر و مہر کہے کے تارے ہو جائیں
خاک کے ذرے تارے ہو جائیں
آب سے دُرِ نجف پیدا ہو
لیلِ مجنون بنے مجنونِ لیل

پست کو چاہے تو بالاکردے
 نار بھی صاف نہ نور بنے
 اک تراکن اشارہ ہو اگر
 تیری قدرت سے یہ کچھ دور نہیں

رات کو دن کا اوج لا کر دے
 ہر شبہ اک شجرہ طور بنے
 آسمان نیچے زمین ہوا پر
 سب یہ قادر ہے تو مجبور نہیں

نعتِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نعتِ احمد ہے کہ ہے حمدِ خدا
 تجھ سے قایم ہیں زمین و فلک
 عرش پر نام رقم ہے تیرا
 حق نے کیا کیا تری مہمانی کی
 کون تھا کس نے یہ رتبہ پایا
 جن و انس و ملک و حور و پری

شان میں جس کی ہے کو لاک لاک
 یابنی شاہسوارِ لولاک
 لوحِ تیری ہے قلم ہے تیرا
 اور حیرت لے درباری کی
 کس نبی کے لئے رفرف آیا
 سب ترے نور کی ہے جلوہ گری

تیرا ڈنکا ہے وہاں تیری
 کر کے وصفِ بھر کیا ہو مجاں
 زورِ اسلام ہو اسے جن سے
 ہیں وہ صدیق و عشرِ عثمان
 یا غے قاتلِ کفار ہے تو
 وصفِ خالق نے ترا فرمایا
 چشمِ بد و روئی کے بطن
 الٰہ و اصحاب پہ امت پہ تمام

تو خدا کا ہے خدائی تیری
 ہر فرشتہ تو نکا یہاں ناطقہ ل
 چار اصحاب ستون ہیں دین کے
 ان کے رتبہ کا ہر شاہد قرآن
 غیر فرار ہے کرار ہے تو
 لا قاتلان میں تیری آیا
 فاطمہ نور ہے وہ نور العین
 رحمت اللہ کی نازل ہو دم

مدحِ ثنائے خسرو دکن سلطانِ مَن ظل اللہ نظام
 اصفا علی حضرت نواب میر محبوب علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ

روزِ شوبِ حق سے دعا کرتا ہوں

شہِ آصف کی ثنا کرتا ہوں

میر محبوب علی شاہِ زمان
اخترِ نخت رہے تابندہ
آلِ اولاد تری شاد رہے
بادشاہی رہے قائم تیری
چتر شاہی رہے سر پر تیرے
تختِ شاہی پہ ہو تو پایندہ
رہے اقبال و خشان تیرا
تو جہان میں ہے با تاج و میر
ہو وعدہ سامنے تیرے سب
کیا لکھے تیری شجاعتِ کلیاں
ہر عیانِ جرأت و ہمت تیری

شاد رکھے تجھے خلاقِ جہان
حق تعالیٰ تجھے رکھے زندہ
خانہٴ دل ترا آباد رہے
یہ ریاست رہے دایم تیری
ایک عالم رہے در پر تیرے
مہر و مہ تاج پہ ہوں تابندہ
اور دشمن ہو پریشان تیرا
سراِ عدا پہ ہو تیری شمشیر
اُسکا مریخِ فلک ہو قاتل
یہ قلم کو مرے قدرتِ ہر کہاں
میں نے دیکھی ہے شجاعتِ تیری

جب عدو سامنے آجاتا ہے
 تجھ سے ہم نیچے ہو طاقت کیا ہے
 تیرا کینو مکر نہو عالمِ تسخیر
 اسپ و اسپ ہیں شہیدِ زہمند
 ایک دم میں سراسرِ عدو قلم
 قہر بھی مہر بھی رحمت بھی ہے
 فرض ہے سب اطاعتِ تیری
 عدو وہ عدل ہے عادل تیرا
 کیا لکھوں وصفِ سخاوتِ تیرا
 تلک آبا در عیت خوشحال
 جسکو چاہا دے لاکھوں ٹوڑ

بید کی طرح سے تہراتا ہے
 شیر کیا او کی حقیقت کیا ہے
 تیرے قبضہ میں ہیں اسپ و شمشیر
 تیغ و تیغ جہان گیر پسند
 تیغ تیری ہے قضائے مہر
 اور ریاست ہی ریاست بھی ہے
 سب پہ واجب ہوئی خدمتِ تیری
 رہتے ہیں باز و کبوتر کجا
 میں نے دیکھا ہے تجھے حاکم کو
 عہد میں تیرے ہیں سب بالامال
 سیکڑوں فیل ہزاروں گھوڑے

کاسہ چشم حریصانِ پرشد
 مور کو ترسہ سلیمان کا ملا
 سب زبان سے کہیں آئین آئین
 دل سے دآور ہے شناختہا

دامنِ اہل حجبانِ پرشد
 مجھ پہ شاہانہ ہوا فیض ترا
 ایک عالم ہو ترے زیرِ نگین
 حق تعالیٰ ہو نگہبانِ تیرا

حالِ بے ثباتی دنیا سے ناپائدا

کیا لکھوں رنج و ملالِ دنیا
 وہ کہانِ دولت و حشمت و بہان
 اپنی ہستی بھی عجب ہستی ہے
 کبھی صحرا کبھی بستی دیکھی
 عیش و عنم و نون ہاں ہر قوم
 ساتھ لاتا ہے نہ لیجاتا ہے

نہیں اک وضع یہ حالِ دنیا
 چل بے چہور کے شاہاںِ جان
 موت بالین پہ کھڑے نہ ہتی ہے
 ہم نے دنیا کی یہ ہستی دیکھی
 اس کو خوش دیکھا تو اس کو پر غم
 کوئی جاتا ہے کوئی آتا ہے

بند و مرنے کیلئے آیا ہے

عیش جاوید کہان پایا ہے

تصویرِ غم حالتِ رنج و الم

کہیں تپتا ہوں میں نقشِ غم کا
دین و دنیا کو نہ اموش کیا
بگئے چار غما سرِ دل کے
خار نے چہر دیا چہا لون کو
ایتین نگیا دامن میرا
یہ بے دل کا نشان اٹھتا ہے
ہر قدم سوئے عدم اٹھتا ہے
صاف کہلی ایگا دل کا نقشا
سینہ غم سے مراثق ہوتا ہے

اہلِ انصاف کریں غور ذرا
بحرِ غم نے مرے اک جوش کیا
سینہ و چشم و جگر کے دل کے
غم سے اک جوش ہونا لگو
طفلِ اشک آنکھوں سے بہک جو گرا
اگ بھڑکی ہے وہاں اٹھتا ہے
اس زمین پر جو قدم اٹھتا ہے
ہاں کریں چشمِ بصیرت کو دا
کیا لکھوں دل یہ تلی ہوتا ہے

ہے قلم آہِ الم کی صورت
 صفحہٴ اربع جو تحریر ہے یہ
 نقشہ وہ کرتا ہوں غم کا ایجا
 صاف ماتم کا مرقع پہنچ جائے
 دیکھہ لین اس صف ماتم کو اگر
 دیکھلے گرمے غم کا احوال
 قطرہ اشک کی صورت تار
 مردم دیدہ کو حیرانی ہو
 رکھ کے فانوس کا پردہ منہ پر
 خاک اڑ جائے ابھی صحرائین
 دلِ نالان جو برا شور مچائے

حرف تیرہ شبِ غم کی صورت
 اک جوان مرگ کی تصویر ہے
 چوم لین ہاتھ کو مانی بھرا
 روح مانی کی جسے دیکھنے آئے
 غم کریں جو روملک جن و بشر
 ابھی ہو جائے فلک غم نہ دہا
 ابھی گر جائیں فلک سے سارے
 غم کو بھی غم سے پریشانی ہو
 شمع بھی غم سے جلے گھل گھل کر
 آگ لگ جائے ابھی دیر میں
 آسمان ہیٹ کے زمین گرے

غم عجیب طرح کے لاما ہر رنگ
 رہا قالب میں گ جان ہو کر
 دل میں اک آگ لگائی اوس نے
 دین دنیا کو بھلا دیتا ہے
 چھیڑتا ہے کبھی بھلا تا ہے
 طائر جان کا ہے صیّا کبھی
 کبھی وہ زیر زمین جاتا ہے
 غم رہا دل میں شکر بن کر
 گھر نظر آنے لگا صورتِ گور
 اہ سے آگ لگی صحرا کو
 چشم دریا ہوئی گریاں ہو کر

موم کر دیتا ہے دل کو کبھی سنگ
 انگہ میں اشک کا طوفان ہو کر
 کبھی اشکوں سے بھجائی اوس نے
 ہنسنے والوں کو رلا دیتا ہے
 رنگِ سر و زینا لاتا ہے
 رگ جان کے لئے فصا کبھی
 اوپر ہی عرش کو چھو آتا ہے
 دُسنے آیا یہی اثرِ درنکر
 رگ و موتن پہ ہوئے مار و مور
 اشک نے قطرہ کیا دیرا کو
 رہ گیا نوح کا طوفان ہو کر

درد و غم رنج و الم شادی ہے
شہرہ ہے اب مگر غم خانے کا
سوگ ہے شمع کو پروانیکا،
خانہ دل میں دھماکا ہو کر
رخسہ میں دل پہ جگر پر لاکھون
طایرِ دل مرا گھبراتا ہے
باغ میں دل نہیں لگتا میرا
باغ میں گل مجھے کیا دیتے ہیں
سینہ داغوں سے گلستان ہے
بس یہی گل سے ٹہریا ہے
بوئے گلِ بادِ بہاری لائی

دل میں ویرانہ سے آبادی ہے
نام آباد ہے ویرانے کا
نام روشن ہے سیہ خائیکا،
رہکیا درد ہی ارمان ہو کر
غم کے نشتر پہ نیشتر لاکھون
قفسِ تن سے اڑ جاتا ہے
کبھی بہاتی ہے توجھل کی ہوا
غچھے ہنس ہنس کے رلا دیتے ہیں
جل کے دل سرو چرخان ہے
داغ لالے کی طرح کہایا ہے
خاک میں مجھ کو ملائے آئی

گل نظر آنے لگے خار کی شکل
 قطرے شبنم کے بین انگڑتیں
 زخمِ دل چھلکے مرے آگے ہو
 دل نہنہل جاتا ہو غم کہا ہے
 مشعلِ دل کے ہے پہلا نیکا
 سُن ذرا حالِ جگر کا دل سے
 کب میسج سے شفا ہوتی ہے
 دل یہ ہے جبر کہ لکھ غم کیا
 مین کہاں یہ غم جان کا کہاں
 خرمِ دل مین مین انگڑ لاکھوں
 غم نکر دل یہ مرے جبر و ستم

دلِ پُر مردہ ہے بیمار کی شکل
 بِنِ مَو ہو گئے نشتر تین پر
 پہاے آتش ہی کے چکالے ہو
 یہ بہل جاتا ہے ویرا ہے
 کیا مزا پڑ گیا غم کہا نیکا
 پوچھ بھل کی تڑپ بسل سے
 موت اس دکہہ کی ڈاہوتی ہے
 دلِ تیا ب کو یہ تاب کہاں
 دیکھتے کوہ کہاں کاہ کہاں
 اکِ گِ جانِ پینِ نشتر لاکھوں
 اہ کے ساتھ بچل جائے نہ دم

خونِ دل پینے لگا غم کہا کر	دل نے اک شور کیا گہر کر
ایک بیک گیا یہ مجھ کو خیال	کہ لہو نہ اپنے ہی غم کا احوال
انکھ سے سین نے جو دیکھا لکھا	رکھا بس قصہ غم نام کا

آغازِ قصہ غم واقعہ وفاتِ مہتابِ النسا بیکم

دل کا اک درو عیان ہوتا ہے	غم کے قصہ کا بیان ہوتا ہے
دل کو آئی ہے منائی غم کی	قصہ غم کا ہے کہانی غم کی
یون تو دنیا میں سرسرخ غم ہے	اک جو امرگ کا یہ ماتم ہے
دھونڈتا ہے دل عنس خواہرا	گم ہوا ہے درِ شہوار مرا
ہاں برس جاے جھڑی اشکو کی	کہی تو لے نہ لڑی اشکو کی
دل جو روتا ہے جگر سے مل کے	پھوٹ جاتے ہیں پیوے دل کے
داع پر داع ستم ہے دل میں	درد ہے غم ہے الم ہے دین

کیا لکھوں میں نہیں غم کی مچھڑٹا
 اُس کا آنا تھا کہ دولت آئی
 دل مرا اُس کا ہی گہوار تھا
 اُس کا جینا نہ فلک کو بہایا
 دوست احباب بصدہ و فغان
 و آو الملک کی صاحبزادی
 سن بھی اُٹھارہ برس سے کم تھا
 رہتی تھی یا حیدر میں دن رات
 موت کو یا د کیا کرتی تھی
 تھی یہی اُس کی دُعا شام بگاہ
 اپنے عصیان سے پشیمان دلیر

ایک دختر تھی مرے اُن احباب
 بخت کی نیک تھی میری چائی
 گو دین دل کی طرح پالا تھا
 وہیں پیغامِ قضا کا آیا
 ہائے کرتے تھے یہ ور و بیا
 حال میں اُس کی ہوئی تھی شادی
 نام مہتابِ نسابی گم تھا
 نیک خصلت ہی تھی و نیک صفا
 حق سے ملنے کی دعا کرتی تھی
 خاتمہ خیر سے ہو یا اللہ
 حق سے ملنے کا تھا ارمانِ دلیر

یوں تو جینے کو جیسا کرتی تھی
 حق سے اُسے جو دعا کی پیہم
 جب پیام اجل آیا اوسکو
 خوش ہوئی رنج و الم نہ ہو لگتی
 دیکھا پہر اپنے نہ بیگانوں کو
 لیا رحمت کا سہارا اوسنے
 جب نظر سوئے خدا کر لے لگی
 کلمہ صدقِ زبان سے کہنا
 اللہ اللہ کی آواز ہوئی،
 کر دیا ترکِ اشارہ گل سے
 غنچہ پیرِ مردہ ہوا گل ہو کر

دل سے مرنے پہنچتی تھی
 اگیا جوش میں دریا و کرم
 شکر کرتے ہوئے پایا اوسکو
 مثلِ گلِ غنچہ دہن پھول گئی
 چہوڑا اوس شمع نے پڑاؤ
 کیا دنیا سے کنار اوس نے
 اللہ اللہ کا دم بہرے لگی
 محو دیدارِ خدا میں رہنا
 طایرِ روح کی پرواز ہوئی
 کیا ببل نے کنارہ گل سے
 گل کی بو آگئی ببل ہو کر

ہامی چہوزاقسِ تن اپنا
گئی اس طرح سے فردوسی را
موت کو جو کوئی سمجھے معراج
شورِ مالہ تھا ہر اک کے لب
جب خزانِ گل کو ہوا دیتی ہے
گل و بلبل میں بار از نو ساز
انقلابِ چمنِ دھڑ ہوا
گل یہ پروا نے فدا تھے جا کر
گل نے پہاڑ تھا گریبا اپنا
تھی نہ بلبل کو تنہا گل کی
جب نسیمِ سحری آتی تھی

کیا طوبیٰ پشمن اپنا
ہو گیا خاتمہ انالہ
ہو میحسا سے بھی اسکا نہ علاج
مثلِ گلِ نکرے ہو سب کے جگر
دل کو بلبل کے جلا دیتی ہے
ایک کا ایک تھا باہم مسا
کچھ عجب طرح کا صدمہ دیکھا
شمع پر جلتے تھے بلبل آ کر
نکرے نکرے کیا داماں اپنا
نہ محبت وہ گل و بلبل کی
باغ سے بچکے چلی جاتی تھی

طایرِ باغ بھی چلاتے تھے	انسوِ شبنم کے پیک جاتے تھے
بلبلین لوٹ گئیں خار و چ	گل سمجھ کر گرین انگاروں پر
گرے پڑتی تھی نسیمِ سحری	غم کے دریا میں گلِ نیلوفر
لڑکھڑاتے ہوئی پیرتی تھی صبا	پاؤں جتاتا تھا نہ ہر گز اوس کا
لٹ گئی کیا چمنستان کی کہا	اگر گئی شمعِ سبستان کی بہا

بیانِ اہِ وزارتِی والدہ معذورہ

جوسینکا اوسے بس تو کمال	اوسکے مادر کا سناونِ حلال
اوس جوا لڑک کو سوتے پیا	حسرت و یاس کو روستے پیا
مان کے رونے سے ہوا خیر پیا	ہائے وہ شور قیامت کا تھا
حال اوس غم کا نرالا دیکھا	رات دن کوتاہ و بالا دیکھا
چہرہ کو آنسو ج سے دھو دھو کر	بین کرنے لگی یوں زور و کر

مری پیاری مری جانی افسوس
 عمر اٹھارہ برس کی پائی
 عمر پائی بھی تو اتنی پائی ما،
 ہائے ملنے کی نہ فرصت پائی
 بات کرتے میں مری جانی
 ہائے یمن و بن جگر پتی ہوں
 ہے یہ عبرت کی جگہ کس سے کہوں
 اب بغل میں وہ گل اندام کہاں
 کیا ہوا ہائے مراخت جگر
 کیا ہوا ہائے گل رعنائی
 ہائے آرام کیا خواب گیا

ہائے یہ تیری جوانی افسوس
 مر گئی ہائے مری شیدائی
 موت کو لیکے جوانی آئی ما،
 موت آئی بھی تو یوقت آئی
 روح نکلی ہے کس آسانی سے
 ہائے تو مر گئی میں جیتی ہوں
 وہ رہے گور میں گھنہ ریتوں
 دل قیاب کو آرام کہاں
 کیا ہوا ہائے مراؤ نظر
 کیا ہوا ہائے مارشیدائی
 جب سے وہ ابر میں مہتاب گیا

اب کہاں دیکھنے پاؤں گی تجھے	اب کہاں دیکھنے پاؤں گی تجھے
کہ نصیب میں نہپائیگی مجھے	ہائے کیا اسلئے پالاتا تھا تجھے
دل کو ویرانہ سا ویرانہ کیا	میرا آباد نہ کاشا نہ کیا
خوب سا دیکھوں جی بہرے تجھے	اب نظر آئیگی پہر تو نہ مجھے

بعد وفات کے کھلی بچانا مرحومہ کی آنکھوں کا اور
آہ وزاری کرنا مان کا انجو رنجو د بند ہو جانا آنکھوں کا

رگہیں تھیں ہلی آنکھیں اوس کی	اوس کو دیکھا تو یہ حالت دیکھی
انگلیاں قبلہ نہاتھیں اسکی	پتلیاں سوئے خداتھیں اسکی
دیدوں کو دیدہ حق بین دیکھا	دل کو صاف آئینہ آئین دیکھا
انگلیاں دنوں شہادت کی گواہ	وہ نظیرس کی حسرت کی نگاہ
وسیلے آنکھوں کے تھے دیا کو حجاب	خشک تھا چشمہ چشم پر آب

لب تھے خاموش تو جیسے انگہیں
 نرگسین دیدن کے صد تیرے
 نکتے حسرت سے ہو صورت میری
 واری بیہ دار بنیں ہوتی ہو
 چشم و اسی مسہ تا بندہ نکر
 کیون خنک پکتی ہیں یہ یلکین ہر بار
 اسی دولہن چاہئے ہے شرم حجاب
 ہوگی یہ بات نہ دنیا کو پسند
 بند انگہوں کو جو ہوتے دیکھا
 گہرین ماتم کا عجب جوش ہوا
 کوئی انگہوں کے تصدق ہوتی

تہا دہن غنچہ تو نرگس انگہیں
 صدقی تیرے گل خندان یہ
 دیکھوں کن انگہوں سے انگہیں تیری
 انگہیں کہو لے ہو مگر سوتی ہو
 مجھ کو عالم میں ٹوٹے منہ نہ نکر
 تیرے صدقی تیری انگہوں کے نثار
 بند انگہیں کرو دل ہے بیتاب
 کہتے ہی ہو گئیں بس انگہیں بند
 سب نے اکبار کہا ضلّے
 جس نے دیکھا او سے یہوش ہوا
 کوئی لے لے کے بلائیں وئی

کوئی کہتا تھا اسے غش آیا
 مان یہ چٹائی کہ یہ زندہ ہے
 منہ پہ سب قطرے پسینہ کہیں
 نیند ایسی ہی کہیں ہوتی ہے
 میں تصدق گئی آنکھیں کھولو
 خواب ہے یا کہ یہ بیداری ہے
 کچھ تسلی تو ہو غسٹو ارون کو
 صدقے ہوتی ہوں مجھے ہونے
 غم نظر آنے لگا شادی میں
 رہی دیدار کی حسرت مجھ کو
 تو سلامت مری جانی ہوتی

ضعف سے صدمہ یہ دل نے پایا
 چہرہ اس کا کتا بندہ ہے
 سارے آثار یہ جینے کے ہیں
 واری تم آہو کہ مان ورتی ہے
 اسے مرنید کے ماتے بولو
 ہائے غفلت ہے کہ ہشیاری ہے
 اک قطرہ دیکھو بیرون کو
 تم ہو بیدار مجھے سونے دو
 اب تو ویرانہ ہے آبادی میں
 کہیں جی پھر کے نہ دیکھا تجھ کو
 تیری آئی بھئی آئی ہوتی

اب کوئی دم میں تو پہنے گی کفن
جب سنا مان سے فسانہ غم کا
لوگ رُور کے لگے غس کھانے
بعد مرنے کے بنا یا جو بنی

دیکھو تھک بون کر میں دلہن
گہر میں اک شور ہوا ماتم کا
گرد تہ شمع کے سب پروانے
یہ عروسی کہیں دیکھی نہ سنی

مرحومہ کو لباس عروسی پہنا مان کا اور میں کٹنا

لاکے شادیکا وہ شاہانہ لباس
ہاتھ اوسوقت جو آیا زیور
جب لباس اسکا ہلوزیب تن
حور نے حُلہ رحمت پہنا
رخ سے نور اسکا ہوا تہ بندہ
زنگ کندن سادے مکتے دیکھا

اوسکو پہنایا عروسانہ لباس
مان نے پہنایا اوسے رُور کو
نظر آنے لگی سب کو وہ دلہن
حور نے نور کا خلعت پہنا
دیکھ کر چاند ہوا شرمندہ
رخ سے اک نور چمکتے دیکھا

دانت اک اک دُر خوش آب ہوا
 رنگ اوس گل کا نہ سونلایا تھا
 یوں ہا منہ پہ سینہ جم کے
 رنگ لائی تھی وہ ہاتون پہ خنا
 واہ کیا نور کی پیشانی تھی،
 ایسے پر نور وہ رخسار تھے
 منہ پہ افشان چنی عنخوارون نے
 زیب و زینت سے بڑھی مٹکی ضیا
 ہو گیا نور دُوبالا اوس کا
 سارا گہر نور کا کاشا نہ تھا
 حق کی حُرمت تھی مری جانی پر

جس نے دیکھا اوسے بیتاب ہوا
 پہول سا چہرہ نہ مہربان تھا
 قطرہ شبنم کے ہون گل پر صیے
 سرخ تھے رنگِ خناسے کفِ پا
 وہی پیشانی جو پیشانی تھی
 مصحفِ پاک کے دوپارے تھے
 چاند کو گہیر لیا تارون نے
 خاک میں نور کا جلوہ دیکھا
 چہا گیا گہر میں اوجالا اوس کا
 جو تھا اوس شمع کا پروانہ تھا
 نور تھا چہرہ نورانی پر

درو دیوار سے آتی تہی صدا
 ابھی پوری نہ جوانی آئی
 خوب ساروئے گلے مل ملکہ
 ہائے اسوقت یہ مان کا کہنا
 پہر انہیں ہاتون سے پہناؤں
 خوب جی بہر کے مجھے روئے
 یہی آیا جو فلک کو آیا
 بدلو پوشاک کو حمام کرو
 تم کو جانا بڑی سکر میں ہے
 عیش و راحت ملے آرام ملے

ہائے وہ درد سے مانکار و نا
 موت کس عمر میں جانی آئی
 رہ گئے سینوں میں دل ہل ہل کر
 لاشہ سینہ سے لگا کر اوسکا
 انہیں ہاتون سے بنائی تہی پہن
 مجھے ہوتے ہیں جد اہوئے
 شادی و عہد کو برابر لایا
 واری جانے کا سر انجام کرو
 یاد اللہ کے دربار میں ہے
 حق سے وان خلعت و انعام ملے

بیانِ غسلِ میت اور مان کا کہنا

تو نے جانادلِ ناکام نہیں
 آبِ رحمت سے اسے نکھلایا
 مہرِ پیم کا کرۂ آبی میں
 دیکھ کر رخ کی ضیا پانی میں
 اوسکو نہلا کے کفن پہنایا
 قطرے پانی کے تھوڑے سا روچ
 تھا عرقِ لعل و رخِ انور پر
 تھا کفن سے تجلی کا ظہور
 منہ کفن میں جو چھپایا اوسکا
 مہ و خورشید کا ایک جالہ نور
 رنگِ خورشید کا یہ سبابی تھا

غسلِ میت ہے یہ جسمِ نہیں
 آبِ ہی آبِ بقا پایا
 چاند تھا چاندِ مہتابی میں
 چاند ہی لوٹ گیا پانی میں
 اور کفن کہول کے جب منہ دکھا
 رہ گئے چاند پہ تارے جم کر
 روئے کیا شامِ حرمِ ملِ ملکر
 حُلّہ نور میں ہے گویا حور
 نور پر نور کا جلوہ دکھا
 ضواءِ ہر اسکی اودھرا اوسکا نور
 وہیپ کا رنگ بھی مہتابی تھا

کون سوقت ہنیں روتا تھا
 مان نے تابوت میں اوسکو بچھا
 کبھی تابوت کرمہ دے ہوتی
 بیکراری سے نہ تھا مان کو قرا
 کیا بیان ہو دلِ تیا ب کا حال
 تھا کہی بین کہی نالہ و آہ
 آہ افلاک سے جا ملتی تھی
 ہو گیا خشر کا سامان بریا
 کیا ہوا راج ڈولار امیرا
 کیا ہوا دل کا سہارا میرا
 ہائے میرا جہنستان ہر کہاں

ابرہی اشکون سے منہ دھوتا تھا
 آہ و نالہ سے کیا خشر بیا
 کبھی لے لے کے بلایں روتی
 لاشیں ہوتی تھی ہر بار نشا
 آگ پر بیسے ہو سیما ب کا مال
 غم کا وہ جوش کہ اللہ کی پناہ
 اُسکے نالوں سے زمین ہلتی تھی
 مان نے اس درد سے یہ بین کیا
 کیا ہوا آنکھ کا تارا میرا
 کیا ہوا ہائے وہ پیارا میرا
 وہ مرا سر و خرا مان ہے کہاں

کس چمن میں ہے خرامانِ گل
 کیا ہوا وہ چمنِ آرامیہ
 امی نیم سحری مجھ کو بتا
 کیا ہوا گو دکا پالا میہ
 کیا ہوا ہائے مرادِ رکال
 کیا ہوا وہ گلِ خندانِ میرا
 کس چمن میں گیا ببلِ میرا
 کیا ہوا ہائے دلا رامِ مرا
 مجھ کو یوں چھوڑ کے جانا کیسا
 اب نہ خوش آئیا جینا لوگو
 دل شکستہ ہوں میں جاؤنگی کہاں

دے پتا جلد مجھے اے بلبل
 کیا ہوا وہ گلِ رغنا میہ
 کیا ہوا یوسفِ گم گشتہ مرا
 کیا ہوا گھر کا اوجالا میہ
 کیا ہوا سرِ گلستانِ جمال
 لٹ گیا کیا چمنستانِ میرا
 بنکے بو اڑ گیا کیا گلِ میرا
 رہ گیا یہ دلِ ناکامِ مرا
 اس بٹے دل کا جلانا کیسا
 لٹ گیا دل کا خزینا لوگو
 ایسے گم گشتہ کو پاؤنگی کہاں

باغ میں دھگلِ شاداب نہیں
 موت آئی تجھے لیجانے کو
 مین نے دو داپنا پلایا تجھ کو
 جانا اس طرح کا بہا یا تجھ کو
 بات کی بات میں نہہ موڑ لیا
 کیون مجھے ہجر میں تڑپاتی ہو
 میں نہ سبھی تھی کہ یوں جاؤ گے
 دیکھ لوں میں تیری صورت کو ذرا
 خیر کہنے کو تو اک بات ہی
 تو کہاں اور تری بات کہاں
 کیا ملاقات نہو گی تجھ سے

ابر میں چپ گیا مہتاب کہیں
 ہاے میں رگہی غم کہاں نے کو
 اپنے سینہ پہ لٹا یا تجھ کو
 میرا کچھ دہیان نہ آیا تجھ کو
 مجھ کو رونے کیلئے چھوڑ دیا
 رو نہ کر مجھ سے چلی جاتی ہو
 کون آیا ہے جو تم آؤ گے
 پھر میری نہیں دیدار ترا
 حشر پر تجھ سے ملاقات ہی
 حشر تک تجھ سے ملاقات کہاں
 کیا کہی بات نہو گی تجھ سے

مجھ کو ترساؤ گے تڑپاؤ گے
 کچھ دلا سا مجھے دیتے جاؤ
 کہاں جاتے ہو تباہ و مجھ کو
 صدقے میں خواب میں آٹا پیار
 صدقے آزر دہ نہ جاؤ گھر سے
 صورت اکبار دکھاتے جاؤ
 راہ گم کردہ ہوں نکراتی ہوں
 ایک دن اور مری جان رہو
 قبر کو جا کے تم آباد کرو
 پالنے کی یہ سزا تہی مینا
 حق مرے دود کا دیتے جاؤ

ایسے جاتے ہو نہ پہر آؤ گے
 ساتھ اپنے مجھے لیتے جاؤ
 کونسی جا ہے پتا دو مجھ کو
 صدقے میں ہوں نہ جانا پیار
 صدقے افسردہ نہ جاؤ گھر سے
 صدقے میں ہوں تو پیارے جاؤ
 ڈھونڈ بکرتھکونہیں پاتی ہوں
 آج کی شب مرے ہماں رہو
 خانہ دل مرا برباد کرو
 کیا یہی مان کی خطا تہی مینا
 میں عادی تہی ہوں لیتے جاؤ

مین تصدق گئی پیارے جاؤ
 مجھ کو یوں چھوڑ کے جائیں گے
 اپنے خالق سے ملو شاد ہو
 الوداع ای بگرو جانِ طرب
 الوداع ای گلِ ریحانِ میرے
 الوداع اے مہرِ ارمانِ دل کے
 الوداع اے مہرِ جانِیو اے

دکھ یہاں پائے وہاں سکھ پاؤ
 جاؤ تم مینے خدا کو سونپا
 جاؤ جس جا رہو آباد رہو
 الوداع ای مرے مہمانِ طرب
 الوداع اے مہتابانِ میرے
 الوداع اے مہرِ خواہانِ دل کے
 الوداع اب سے نہ آئیں اے

تباوتِ مرحومہ کا مکان سے جانا اور مانگنا بدین کرنا

وہ سحرِ غم زدہ ہیبتِ آئی
 دن گہٹا چلنے لگی غم کی نسیم
 ابراہیمؑ وہ اندھیری چھائی

رات آئی تو عجب رات آئی
 اوڑنی شب نے سیہ منہ پہ گلیم
 لوگ چلائے قیامت آئی

نہنہ نہ خورشید کہ تہی شب کی نقاب
 وہ اندھیری تہی کہ اللہ کی پناہ
 موم کی طرح بجلتی تہی شمع
 غم سے تھا شمع کو سوزِ جگری
 شمع کو غم نہیں جل جائیگا
 دھیان میں شمع تہی اڑ جائیگی
 وائے پرچہ پائے ہوئے حسرت
 داغِ حسرت نمودارِ دل میں
 اسکے ماتم نے عجب جو کر کیا
 صورتیں دیکھ کے غمخواروں کی
 جب وہ تابوت ہوا گھر سے روانہ

نہ وہ رنگت نہ وہ خوبی نہ وہ تاب
 ہٹو کرین بلکون سے کہاتی تہی گنا
 جہل ملائی ہوئی جلتی تہی شمع
 شمع تہی مثلِ چراغِ محسری
 عشق در پردہ ہے پروا نیگا
 پر لگے شمع کو پروا نہ کے
 غم کی صورت وہ یہ اسکا لباس
 لیلیٰ شب تہی سیاہ محل میں
 رات نے دیکھو سیاہ پوش کیا
 پہنکی دی شب نے قبا تار کی
 شامیانہ ہوا رحمت کا عیان

کوئی ماتم کوئی کرتا نالہ،
 مشعلیں ہو گئیں ایسی روشن
 گر اُس ماہ کے ہالا دیکھا
 کفِ افسوس لگے سب ملنے
 غم میں سب اپنے تھے بیگانے
 نیک آغاز ہوا نیک انجام
 مان کے سر پر یہ قیامت آئی
 جاتی ہے اب مری پیاری بکھو
 یہ عروسی اسے کیا بہائی ہے
 آہ کیسی ہے یہ زاری کیسی
 چاند کا غم سوئے مدفن ہے

ماہ کے گرد تھا غم کا ہالہ
 مہر کے گرد ہو جس طرح کن
 رات میں دن کا اوج لادیکھا
 ساتھ مشعل کے لگے دل جلنے
 ساتھ اوس شمع کے پڑے تھے
 شب کے پردہ میں گیا ماہِ تمام
 خاک پر لوٹ کے یوں چلائی
 آؤ لوگو یہ سواری دیکھو
 آج گھر اپنے دولہن جاتی ہے
 یہ عروسی یہ سواری کیسی
 رات بھی نکلی طرح روشن ہے

مین ہوں سو جان سے پیاری ^{نشان} شکر
 ساتھ نالوں کے چلی غم کی رات
 صبر و آرام مرا لے کے چلی
 چاند سی شکل دکھا دے مجھ کو
 ہائے مین رگہنی روئے نے کیلئے
 جلد کیا راہِ عدم جان گئے
 میرے پیارے مرے جاوے
 اب کہاں جاؤ گے جانیو
 رہِ فردوس کے جانیو
 اسی مسافر تراکن جا ہے مقام
 ہائے وہ گورِ عسیر ^{بنین} بیان تو

اس تجمل کی سواری کے شمار
 حشر کا دن ہے قیامت کی رات
 داغِ حسرت کا مجھے دیکھے چلی
 پھر کہاں دیکھو نگلی پیاری تجھ کو
 تم چلے قبر میں سوئے کیلئے
 میرے عاشق مرے مہمان ^{تجھے}
 مان کہاں ہو نڈھٹے جاے لو
 سوتے جنگل کے بسا نیو
 پھر کے دنیا میں نہ آئیو
 اسی مسافر تراکن جا ہے قیام
 ہائے وہ شہرِ خوشان تو نہیں

تم جہاں جاؤ گے میں جان گئی
 داغِ فرقت نہ بھلے جانا تھا
 تم اکیلے ہی سدھارے بیٹا
 کیا کہوں موت سے مجبور ہے
 ایسے مینے سے تو مرنا بہتر
 دل ہے دل میں نہ ارمان رہے
 اتنی دعا یہ مرا بس و آزاد
 ہائے پہولانہ پہلا ایسا جلا
 ساتھ ہی لی گئی جانی افسوس
 مثلِ لالہ کے ہے دل پر مرغِ داغ
 اسی صبا گل وہ چمکتا ہے کہاں

مان تصدق گئی تیراں گئی
 ساتھ مجھ کو بھی لئے جانا تھا
 خوش نہ آیا تمہیں کیا ساتھ مرا
 کیا کروں تجھ سے مرہی وری
 ایسے رہنے سے گرزِ زندہ تر
 رہے قالب بھی تو بچاں رہے
 بارور ہو صفتِ نخلِ مراد
 نہ شمر کا نہ شجر کا ہے پتا
 کوئی چوڑی نہ نشانی افسوس
 لٹ گیا کیا مری امید کا باغ
 میرا بلبل وہ چمکتا ہے کہاں

نجات باو بہاری ہے کہاں
 اسی صبا جلد تباوے مجھ کو
 کیا مرے گل کا وہاں ہے فنا
 غل پیہوں کا ہے مور و کاہنور
 تو تباوے مجھے صبا قضا
 قر کس جا ہے چمن ہے کس جا
 مہ خوبی مرا نہاں ہے کہاں
 جان بچین ہے دل ہے بیتاب
 گم ہوا وہ دریا ب کہاں
 میرا ہتھاب ہے کس چاروٹن
 یان کہی نوحہ کہی زاری تھی

میرے گھرو کی سواری ہے کہاں
 دفن کس جا ہے پتا دے مجھ کو
 بلبلین کرتی ہیں حسن جاشیوں
 کیا مرے چاند پہ کرتے ہیں چکر
 طائر دل مرا کیوں صید کیا
 میرے بلبل کو کہاں سوپ دیا
 میرا خورشید درختان ہے کہاں
 کون سے ابر میں ہے وہ ہتھاب
 جلوہ افروز ہے ہتھاب کہاں
 کون سا بج ہے اوسکا سکر
 اور وہاں دفن کی تیاری تھی

پالا اٹھارہ برس تھا اوسکو
 رنج دیتے ہیں مقرر فلاک
 دل یہ تڑپا کہ لب گور ہوا
 روئی اس طرح سے مان چلا کر
 وہ تڑپ جانا کہی دل کی طرح
 لب پہ تھا شور کہی ناکے تھے
 کیا جدا مجھ سے وہ لب بند ہوا
 اب کہاں پاؤں گی میں اوستھا
 ہاتھ سے اپنے تجھے کہو ٹیپی
 قبر کی رات بہت ہے بہاری
 ہاں کس ناز سے پالا میں نے

رکھ دیا قبر میں تھا اوسکو
 یہ یقین کبھی جیتی ہے خاک کو خاک
 خسر برپا ہوا اک شور ہوا
 خاک پر لوٹ گئی غش کہا کر
 خاک پر لوٹنا بسمل کی طرح
 پڑ گئے آہوں سے تنجائے تھے
 دل مرا خاک کا پیوند ہوا
 گر گیا چاہ میں یوسف میرا
 اپنی تقدیر کو میں روٹھی
 تیرا حافظ ہے جناب باری
 گور کی گود میں ڈالا میں نے

نو مینے کی نئی ہے یہ دلوں
 دل میں رہتی تھی یہ اربان کی طرح
 ہونہ برباد بضاعت میری
 جلوہ افروز جہان ہیہ دلوں
 اسکو غربت میں قضا لاتی ہے
 مجلس اہل عزت ابھی روئی
 دین نازل ہوئی رحمت حق کی
 قبر میں نورِ خدا کا تہا جلوہ
 قبر کو نور سے روشن دیکھا
 قبر سے نور درخشان دیکھا
 قبر میں منہ جو کفن سے نکلا

گور تو اپنا اُڑہا لے دامن
 تو یہی رکھنا اسے ہمان کی طرح
 رہے محفوظ امانت میری
 قبر مہتاب سے ہوگی روشن
 قبر ہے عالم تنہائی ہے
 مان کے رونے پہ قضا ہی رہی
 نور سے قبر منور دیکھی
 قبر تھی رحمت حق سے معمور
 قبر کو چاند کا مسکن دیکھا
 قبر میں وہ مسہ تابان دیکھا
 چاند تھا وہ کہ گہن سے نکلا

نور تھا چھہرہ پاؤں کے ایسا
 منہ کفن سے جو نظر آتا تھا
 تہی چمک نور کی رخسار وچ
 حسن سے معرضا پاتا تھا
 اوں کو حیرت تہی عجب سکتا تھا
 نور اوس مہ کا دو بالا دیکھا
 ابر مہتاب سے جب دور ہوا
 روز روشن ہوئی دیکھو کی رات
 خود بخود منہ سونے قبلہ جو پہرا
 جس کا دل سونے خدا رہتا ہی
 بخدا نقل مکان کرتے ہیں

اوں کو حیرت ہوئی جسے دیکھا
 نور آنکھوں میں چمک جاتا تھا
 چاند تھے قبر کی دیوار وچ
 چاند ہی دیکھ کے شرماتا تھا
 چاند مہتاب کا منہ تختا تھا
 چاند پر چاند کا ہالا دیکھا
 چاندنی کھل کے عیان نور ہوا
 دن نے پانی تہی عجب نور کی رات
 خود بخود منہ قبلہ کی طرف بھڑ جانا
 جسے دیکھا یہ کہا صلے
 اوں کا منہ قبلہ نما رہتا ہے
 کون کہتا ہے کہ وہ مرتے ہیں

نیک تے کام ہونا مہنجی
 سوپ کر قبر کا منہ بند کیا
 قبر پر اہل عزت نے اگر
 یوں تھکی تھی عیاں زیرِ پُند
 چاند اوس شب کا کہاں بالاتا
 بنکے اس ماہ کے غم کا ہالا
 چپ گیا ابرین وہ بدرِ کمال
 اوس ہی پڑ گئی سیارون پر
 نور دیکھا نہ اوجالا دیکھا
 روئے اس درو روئیوالے
 مان یہ چلائی دوہائی لوگو

نیک آغاز کا انجام ہی نیک
 چاند کو خاک کا پیوند کیا
 فاتحہ پڑھ کے چڑھائی چادر
 جس طرح شمع ہو فانوس بین
 چاند پر ابر کا اک ہالاتا
 چاند پہرے لگا بالابالا
 ماہ گہٹ گہٹ کے ہوا غم ہالا
 مردنی چھائی رہی تارون پر
 خاک پر خاک کا ہالا دیکھا
 چونک اُسے قبر کے سونپوالے
 لٹ گئی میری کسائی لوگو

چرخ کے جو رجحانے لوٹا
 خاک میں گوہرِ نایاب چھپا
 شگنی چاند سی صورت کیسی
 شام کیسی یہ سویرا کیسا
 دم نہ گھٹ جائے نکالو لوگو
 چاند کو خاک میں کسے سونا
 یاد رکھنا اسے اچھریں نہ
 ورنہ کل حشر کے دن پیشِ خدا
 دل نہ میل کرو مانِ تم نہ پشاور
 یہ ستم کب فلکِ پیر کا ہے
 توجہ دانی سے مری ہونہ اوداس

ہے دوہائی کقضا نے لوٹا
 پردہ ابر میں مقاب چھپا
 ملگنی خاک میں صورت کیسی
 چہپ گیا چاند نہ پیر کیسا
 چاند پر خاک نہ ڈالو لوگو
 کیون فلک تو نے بھی دیکھا ایسا
 اس کا میلانہوا کتارِ کفن
 ہاتھ میرا ترا دامن ہوگا
 طبع نازک پہ نہ آجائے غبار
 یہ لکھا کاتبِ تقدیر کا ہے
 دفن میں ہوگی تری قبر کے پاس

بیٹھوں گی چہرے کے سبز نور
 خاک پر خاک کا ہو گا بستر
 بہا قی بیل کو ہے گل کی بو با
 میں نقد گئی اک کام کرو
 حق تعالیٰ نے تجھے بخش دیا
 باغِ فردوس ہے راحت کیلئے
 ہے خطا پوش وہ ستار ترا
 تجھ کو خالق سے ملے نیک انعام
 تھا وہ آغاز یہ انجام کی جا
 رہیں دنیا میں نہ کو نام سے تم
 مثل مہتاب کے تابندہ رہے

قبر پر تیری مجاور بن کر
 قبر ہو گی تری اور میرا سر
 کیونچ پروانہ رہے شمع کے پاس
 رات کے جاگے ہو آرام کرو
 قبر میں آئیں گی حنبت کی ہوا
 حور و غلمان تری خدمت کیلئے
 ہے عطا پاش وہ غفا ترا
 رحمت اللہ کی نازل ہو مدام
 قبر ہے راحت و آرام کی جا
 سو رہو قبر میں آرام سے تم
 خستہ تک نام ترا زندہ رہے

شکر صد شکر ہو افضلِ خدا	خاک کے ڈرے کو خوشید کیا
نام خالق کرے روشن جبکا	خاک ڈالے سے کہیں چاند چیا

خواب میں دیکھنا ما درویدر کا مرحومہ کو ایک ہی
شب میں اور باہمی سوال و جواب

قدرتِ حق کا عجب حال سنو	اہلِ دل خواب کا احوال سنو
اوسکی رحمت کا بیان ہے سمین	ما تم مرگِ جوان ہے اسمین
سامعین غفوکریں میری خطا	جو سنائے منے جو دیکھا لکھتا
مجھ سے اتنا ہوا اے قدرِ شاکا	نور کا نور کو پہنا یا لباس
یہ خطا وار سر افگندہ ہے	پاک عصیان سے کہاں بندہ ہے
دوستو یہ مری غنچواری ہے	دہانچا عیب کا ستاری ہے
کسلے فکر ہے کیوں دل ہے ڈوا	خواب کو سمجھنے کے تعمیر شناس

رازِ دل اپنا عیان کرتا ہوں
 ہے عجب خواب یہ حیرت افزا
 اسکی مادر نے جو دیکھا ریا
 صبح سے دل مرا بیتاب ہوا
 نیند سے آنکھ جو بپکی تو ذرا
 کیا کہوں آنکھوں نے کیا کیا دیکھا
 جلوۂ عالم امکان دیکھا
 مہ و خورشید و فلک ستار
 کرسی و لوح و قلم و عرشِ معلیٰ
 جلوۂ نور تجلّے دیکھا
 سب میں اک نورِ خدا کا دیکھا

خواب کا حال یہ بیان کرتا ہوں
 خواب ایسا کہیں دیکھا نہ سنا
 خواب اسی شب وہی میں نے دیکھا
 شب ہوئی سو رہا اک خواب ہوا
 نور آنکھوں میں چمکتے دیکھا
 اسکی قدرت کا تماشا دیکھا
 خورِ ہی دیکھی غلّی غلّی دیکھا
 خلد و شر و سلاطین و سار
 جنت و کوثر و طوبیٰ دیکھا
 فرش سے عرشِ معلیٰ دیکھا
 دیکھنا تھا جسے دیکھا دیکھا

اک مکان خواب میں مینے دیکھا
 رنگ نگاری و اخضر اوسکا
 عرش تک فرش سے تھا نور ہا
 تھا عجب اوس میں تجلی کا ظہور
 جلوہ افرا تھا جہان وہ ہنسنا
 اوس مکان میں اس سے نیچے
 کچھ عجب نور کی صورت دیکھی
 دیکھتا رہ گیا پیشانی کو
 حلقہ سبز تھا اور سبز نقاب
 برین تھی نور کی اک سبز قبا
 تاج تھا نور کا سر پر والہ

قصر خبت کہو اُن سس کو تو بجا
 یا مکان صاف نہ مرد کا تھا
 ہر شجر ہر شاخ ہر طور ہا
 کہ نظر آنے لگا نور ہی نور
 وہ چمک نور کی وہ آب قباب
 تھی وہ اک نور کی پتلی گویا
 میں نے اللہ کی قدرت دیکھی
 اور اوس چہرہ نورانی کو
 دیکھنے کی نہ رہی مجھ کو تاب
 سبز پردے میں تھا وہ چاند چیا
 ماہ کے سر پہ تھی خورشید کلا

چاند اوس نور سے شرماتا تھا
 زینتِ نور تھا اوس کا چہرہ
 مین نے یہ پوچھا کہ اے جانِ
 طایرِ روح کا کج ہے قیام
 اشیانِ کنگرۂ عرش پہ ہے
 خلد کا ہے کہ ارم کا گلشن
 کس چمن کی تو ہوا کہاتی ہے
 یا کسی حور کی تحویل میں ہے
 تو بتا دے مجھے اے پیارا
 یا ملک ہو کہ کوئی حور ہے تو
 ہے تجلی سے تری گہرِ مہمور

آفتابِ برین چپ جاتا تھا
 غیرتِ حور تھا اوس کا چہرہ
 کون سی جا ہے ترا اب مسکن
 باغِ حنبت ہے کہ طوبیٰ ہے مقام
 یا شمعِ ترا اس فرش پہ ہے
 کونسا ہے ترے منہ کا چمن
 بوئے گل کونسی خوش آبی ہے
 یا کسی نور کی قندیل میں ہے
 کیا ترا عرش پہ ہے گہوارا
 یا ہے غلمان کہ جو پر نور ہے تو
 جلوۂ نور ہے یا شعلہ طور

اور فرسوس میں گہرے کہنیں
 تو مراختِ جگر ہے کہ نہیں
 تجھ کو یاد اے گلِ تر ہے کہ نہیں
 تجھ کو کس بات پہ حق نے بخشا
 کوئی تو نے عبادت کی تھی
 ہو گیا خاک کا ذرہ خورشید

تیرا کوثر پہ گزر ہے کہ نہیں
 تو مرا تنکِ قمر ہے کہ نہیں
 کون ہو نہیں خیال ہے کہ نہیں
 تو بتا دے مجھے از بہرِ خدا
 کوئی تو نے سخاوت کی تھی
 فضل سے حق نے کیا تجھ کو

مان کا بیتابی دل بیان کرنا اور جو بدینا مرحوم کا

اوسکی مان و سنے لگی چٹائی
 نام لے لے کے پکارا اوسکو
 تو بتا نام میں صدقے واری
 وہی گل ہے وہی رنگت وہی بو

مجھ سے کچھ بات نہونے پائی
 زہا صبر کا یا را اوس کو
 تجھ پر آتی ہے محبت پیاری
 وہی صورت وہی سیرت وہی خو

میں تصدق ترے میری چالی
 عمر جاوید خدا نے بخشی ما،
 نام اچھا مرے دل بند کیا
 کون لایا مری جاتی تجھ کو
 چہوڑ کر مان کو کہاں سکھ پائے
 میں تصدق ترے اس آگے
 اب تجھے نام خدا ہوش آیا
 میرا گھر تم کو نہ بھایا بیٹا
 گھر سے بہا یا تمہیں پیارے جنگل
 خیر آؤ کہ نہ آؤ بیٹا ما،
 ہائے وہ حسرت و ارباب تیرے

بعد مرنے کے بھی احتیاجی
 ملگتی تجھ کو حیاتِ ابدی
 اپنے خالق کو رضا مند کیا
 سیر کیا حلد کی بہانی تجھ کو
 تم کئی دن کے گئے آج ہے
 بخت اب کھل گئے ویرانے
 موت کا خوب بھانپا یا
 تمنے جنگل کو بایا بیٹا
 خوب جنگل میں مینا یا منگل
 دل کو دکھیا کے دکھاؤ بیٹا
 خاک میں مل گئے سب یاں تیرے

میری حسرت مری ارمان بھری
 صورت آنکھوں میں ہے جانی تیری
 غیرتِ حور مری رشکِ پری
 چال تیری نہ چلن پاتی ہوں
 پہر کہا دیکھ تو دل کو میرے
 تو جہان سے لئے ارمان گئے
 صبر و آرام مرا لے کے گئی
 داغِ حسرت مرے دل سے چھو
 اب نہ کہاتی ہوں نہ مین پتی ہوں
 خونِ دل پتی ہوں غم کہاتی ہوں
 بس یہ کہانا ہے یہ دنیا میرا

پہرتی ہے آنکھوں میں تصویر تیری
 یاد آتی ہے جوانی تیری
 وہ ترا حسن تری جلوہ گری
 ہر قدم ہو کرین میں کہاتی ہوں
 میں تصدق ترے صدق تیرے
 تیرے صدق گئی تیرا بن گئی
 درد و غم رنج و الم دیکھے گئی
 غم کی لذت مر دل سے پوچھو
 نام لے لے کے ترا جیتی ہوں
 لے ترے سر کی قسم کہاتی ہوں
 اب تو مر مر کے ہے دنیا میرا

شام ہوتی ہے سحر ہوتی ہے
 آتشِ غم سے بہنا کرتی ہوں
 دن سہرکتا نہ گہری گہتی ہے
 دن جو آیا تو قیامت آئی
 تو نہ آتی ہے نہ موت آتی ہے
 موت آجائے تو غم چھپ جاؤ
 جان کی بخت یہ جاتی ہی نہیں
 تیری الفت کا ہے آزار مجھے
 اب کہی تو نے ہنسیا مجھ کو
 زندگی تک نہ الم جاینگا
 حسرت و رنج و غم دردِ عالم

نہیں معلوم کدھر ہوتی ہے
 رات دن سہر کو دہنا کرتی ہوں
 رات کاٹے سے نہیں کٹی ہر
 رات آئی تو مصیبت آئی
 عمر حسرت میں گہنی جاتی ہے
 تو جو مل جائے ستم سے چہرہ جاؤ
 موت کیا مر گئی آتی ہی نہیں
 کرو یا جان سے بیزار مجھے
 جو ترے غم نے رولایا مجھ کو
 ساتھ دم کے ترا غم جاینگا
 سب ترا کرتے ہیں باہم ماتم

چوڑ کر کس کے سہارے بیٹا
 دھونڈتی پھرتی ہوں ٹکراتی ہوں
 لوٹتی ہوں میں کبھی خار و خِ
 دل میں کچھ محسوس فغانے کہ نہیں
 میرے گھر آئے تھے دکھ دیکھو
 خاک میں مادرِ دلگیر ملی
 تم رہو خلد کے گلزارِ وین
 باغِ جنت جو ملا پہول گئے
 یہ بھی کچھ طرزِ وفاداری ہے
 مجھ سے آرزو ہے جانی میری
 جان جاتی ہے نہ غم جاتا ہے

سوئے فردوس سدا ہار بیٹا
 نور آنکھوں میں نہیں پاتی ہوں
 لوٹتی ہوں کبھی انگاروں پر
 یاد اے ماہِ قاسمے کہ نہیں
 صبر و آرام مرا لینے کو
 اور تہیں جسد کی جاگیر ملی
 میں بیابان کے رہو خار وین
 تم مجھے اے گل تر پہول گئے
 بات کر نہیں یہی دشواری ہے
 گئی برباد کمالی میری
 کیا کروں صبر نہیں آتا ہے

دل پہ اب جبہ کرونگی بیٹا	خیر اب صبر کرونگی بیٹا
سوگ میرا نہیں جاتا تمکو	رسم مجھ پر نہیں آتا تمکو
زخمِ دل غم سے مڑا آہے	تجھ کو اٹھارہ برس پالا ہے
دل کو بس غم ہے تو تیرا غم ہے	تو ہی مہتابِ نسا بیگم ہے

جواب دینا مرحومہ کا مان کو

جب سنی مان سے یہ آئے گفتا	بولی وہ اے مری مادرِ سخا
حق کی حمت ہو ہمیشہ تجھ پر	فضل خالق کا رہے آہنہ پھر
جان تو کس کے لئے کہوتی ہے	کس کا غم کرتی ہے کیوں روتی ہے
خواب سا ہے مجھے دنیا کا حیا	نہ پدر کا ہے نہ مادر کا ملال
کہاں اٹھارہ برس نیک عمل	مجھ کو گزرے وہاں اٹھارہ پل
نام سے اب مجھ کو کچھ کام نہیں	اس جہان میں مرا کچھ نام نہیں

وعدہ حق سے بہانا کیسا
 ہو گئے بند ملاقات کے باب
 کس طرف دہیان ہے مادرِ سیرا
 قیدِ ہستی سے چہٹی خوب ہوا
 تو نے اس رمز کو چھپا لیا
 بات منہ سے جو نکلا ہے ابھی
 او کچھ زنگِ زمانہ ہو جا
 بے سبب کیوں مرا غم کر گئے
 کھلے روتی ہے مادرِ مجھ پر
 جسے کی توبہ و بخشا ہی گیا
 یوں تو الفتنے مقرر مان کی

یہر حبان میں مرا آنا کیسا
 درمیان آگئے ہیں لاکھ حجاب
 اور عالم ہے یہ عالم میرا
 جلد دنیا سے اُٹھی خوب ہوا
 جینا کیا چیز ہے مرجا لیا
 زنگِ دنیا کا بد بجائے ابھی
 موت کا سب کو بہانہ ہو جا
 اُن پہ رو جینے پہ جو مرتے ہیں
 توبہ کر اپنے لئے توبہ کر
 دیکھلے وہ درِ توبہ ہے کھلا
 ہے محبت اُسے نثر مان کی

ہو مبارک مری مادرِ مجھ کو میرے اللہ نے بخشا مجھ کو

پھر باپ کے طرف متوجہ ہو کر بیان کرنا حالتِ
قبر و منسفت و حقیقتِ دوزخ و جنت

<p>لکھے یہ میرے طرف منہ جو کیا دیکھ کر نور کے شعلہ کی دیک برق تھا حسن کا جلوہ کیا تھا باادب سر کو جھکا کر یہ کہا تم مجھے مردہ نہ جانو اھلا ہو رہا ہے یہ مجھے حکمِ خدا بس سامان مری راحت کیلئے مجھے کہنے لگی وہ ماہِ لقا</p>	<p>کیا کہوں حال میں اپنے دل کا کو نہ کر رہی تجلی سی چمک وہ تجلی تھی کہ غش آتا تھا عرض ہے آپ سے میری بابا مجھ کو اللہ نے زندہ رکھا جلد با جلد ابھی کتبہ کو جا آپ سے آئی ہوں رخصت کیلئے کیا عجب دیکھتے ہو حال مرا</p>
---	---

حق سے کیا کیا نہیں بیان پائے ہیں
 رحم مجھ پر کیا غفاری کی
 ہو گئے سب مہ عصیانِ ایل
 مغفرت میری خدا داد ہوئی
 موت کا روز ہے روزِ نجات
 جب مجھے قبر میں تم نے کیا
 حال سے اس کے خدا ہے آگاہ
 کہیں نکھر مجھ کو قفسِ لائی تھی
 کوئی حسرت کے سوا آتشِ پائ
 واقعہ موت کا ہر دم لب پر
 وہ ہی اس قبر کا کہہ پائے کہیں

وانگے بگڑے یہاں نبیائے
 مرے تار نے تیری کی
 کر دے حق نے گنہگارِ کل
 ناردِ فوج سے میں آزاد ہوئی
 قبر کی رات ہے معراج کی رات
 سب چلے چور کے جھکوتہا
 گور کی رات وہ خالق کی پناہ
 میں تھی اور قبر تھی تنہائی تھی
 خوف وہ یاس وہ ڈھت وہ ہر س
 اونکیریں کی پرش کا خطر
 یا خدا موت کو موت آگاہیں

لاکے یان چوڑ دیا ہاتھ مرا
 کوئی مونس نہ تھا غمخوار تھا
 دوران باپ سے ہیمتا رہی
 دو فرتون نے یہ اگر پوچھا
 کس پہ نازل ہوا قرآن کیا،
 کہو لکھ دوزخ و جنت کے در
 نور دیکھا کہی ظلمت دیکھی
 بوئے جنت مجھ خوش آتی تھی
 آہ تھی لب پہ کہی نالہ تھا
 خوف سے دل جو ہم آغوش ہوا
 راہِ دوزخ سے مجھے پھیر لیا

موت نے ہی نہ دیا ساتھ مرا
 جز خدا کوئی مددگار نہ تھا
 ساتھ اللہ کی اک ذات رہی
 ہے خدا کون بنی کون ترا
 دین کیا ہے ترا ایمان کیا،
 مجھ سے جہنم کے کہا دیکھ ہر
 قہر دیکھا کہی رحمت دیکھی
 نارِ دوزخ سے میں گہرائی تھی
 دل مرا شعلہ جوالہ تھا
 حق کی رحمت کو وہاں جوش ہوا
 اسکی رحمت نے مجھے گہیر لیا

آئی آواز نہ غم کہا میں ہوں
 ایک بیک دل ہوا روشن سیر
 کلمہ ہو گیا منہ سے جاری
 نور سے قبر کو روشن پایا
 پہر گیا نور سے سارا مدفن
 قبر وہ مجھ کو سانس نبی
 ہو گیا قبر کا دامن گلشن
 بحر رحمت لے جو کی طغیانی
 دیکھے جنت میں خیر نکلیا
 آپ کو تر سے مجھے نہلایا
 تاج وہ نور کا پایا سر پر

اسی مر سے بند نہ گہرا میں ہوں
 کلمہ پڑھ کے کیا شکر خدا
 ہو گئی قبر منور ساری
 غل ہوا شاخِ محشر آیا
 انگیا دشت وہ دشتِ امین
 قبر وہ نور کا کاشانہ نبی
 ہو گئی قبر وہ جنت کا چین
 نور سے قبر ہوئی نورانی
 درد و زخ کو دہن بند کیا
 خلعت نور سے پہنایا
 ہو گیا سایہ طوبیٰ سر پر

جلوہ طور نظر آتا تھا
 کبھی جنت کے اشارے تھے
 کیا ہکتا تھا وہاں باغِ نعیم
 و نسیم سہری کا آنا،
 بوئے خوش لیکے کبھی آتی تھی
 باغِ فردوس میں جانا اسکا
 کبھی جنت کا پتا دیتی تھی
 حورِ عرسِ فون سے بلاتی تھیں مجھے
 خلدِ فردوس میں گہریرے بن
 واہ رے واہ ترا بختِ ربا
 شکر کر ہو گیا انجامِ نجسیر

نور پر نور نظر آتا تھا
 جلوہ فردوس دکھاتا تھا اوڈ
 جہوم کرا آتی تھی جنتِ نسیم
 ہنستِ حلدِ برین کا لانا
 عطر میں ڈوبی ہوئی آتی تھی
 وہ ہکتے ہوئے آنا اسکا
 بوئے گل لے کے نکھادیتی تھی
 میوے جنت کے دکھاتی تھیں مجھے
 یہ ریاضت کے ثمر تیرے ہیں
 دو بکر تیرا ستارہ چمکا،
 ہو مبارک تجھے فردوس کی

عیش ہی ملگیا راحت ہی ملی
 ہو کے سب حور و ملک میری تہ
 اللہ اللہ کریم یزدانی
 نور کا جوش و ہمت کا نور
 شام راحت کی سحر فرحت کی
 وہ فضا اور وہ ہمار گلشن
 نخرِ فردوس کا وہ لہرانا
 وہ دختون کا ہوا سے ہلنا
 وہ شجر نور کے وہ سبز لباس
 صحن گلشن میں گلوں کے انبا
 کہیں لالہ کہیں نسیرین سن

خلد ہی ملگیا جنت ہی ملی
 لیکے جنت میں گئے ہاتون ہاتہ
 نور کی شام سحر نورانی
 وہ خوشی دل پہ وہ راحت و ہر
 اللہ اللہ وہ فضا جنت کی
 وہ ہکتا ہوا خوشبو سے چمن
 بھنڈی ٹھنڈی ہوا کا انا
 دونوں دقتوں کا وہ باہم ملنا
 بہینی بہینی وہ گلوں کی بوباس
 ہے ہر اک گل میں عجیب رنگ بہار
 وہ پہن غنچوں کی گل کا جوین

پہول ہے سرخ تو پتی ہے ہری
 بات غنچوں نے عجب پائی ہے
 جب ہو غنچوں کو چہو جاتی ہے
 آتشیں گل ہیں چراغ گلشن
 قطرے شبنم کے ہیں گلکاریں
 گل نے بوباس عجب پائی ہے
 وہ مہکتی ہے کبھی گل ہو کر
 اشیاں نور کے اشجار بنیں
 وہ سحر اور وہ مہکنا گل کا
 دل میں بلبل کے وہ آزار ہیں
 پہول پہونہ سماتے تھے وہاں

اللہ اللہ سے صنعت تیری
 دہن تنگ میں گویا بی ہے
 بارک اللہ کی صدا آتی ہے
 جائے فانوس گلوں کے دہن
 چاندہیں پرودہ زنگاری میں
 روح گل کھنچ کے یہاں آتی ہے
 روح گل پھرتی ہے بلبل ہو کر
 پہول لالہ کے وہ متعارف بنیں
 چو مناجد میں ہر بلبل کا
 گل کے پہلو میں کہیں خائیں
 لالے چراغ کا دیکھا نہ نشان

گل ہنسے غنچوں نے منہ بہ کہولہ
 وہ چھکتے ہوئے مرغانِ سحر
 گل سے کہٹکا نہ خلشِ خارو نے
 کہیں بلبل کی خوش آوازی ہے
 سارے گلشن کو لٹا دیتے ہیں
 اونکے نغموں میں تباہے معبود
 وان کے سب طائر طناز جدا
 پاؤں یا قوت کے پکھراج کا سر
 اور پہر اُس پہ خطوطِ زرین
 واہ کیا صنعتیں رحمن کی ہیں
 اسکے دیدار کے سب جویا ہیں

خوش ہوئے مرغِ حمن بولدے
 اڑتے ہیں خلد کے اندر باہر
 پہول چُن لیتے ہیں متقارو نے
 کہیں طاؤس کی طنازی ہے
 باغ کو سپر اُٹھا لیتے ہیں
 صوتِ سرمد کہیں لمنِ داؤد
 نقشہ سوز جدا سا جدا
 لعل کی چونچ زمرہ کے پر
 پر چھکتے ہیں مثالِ پروین
 سینہ پر آتینِ قرآن کی ہیں
 بات کرتے نہیں پر گویا ہیں

گزشتی کرے طایرِ نظیر
 کبھی دنیا میں نہ کہا یا نہ سنا
 وہیں ہوتا ہے نظر سے معدوم
 جلوہ نورِ جنابِ معبود
 ہے تجلی یہ تجلی کا ظہور
 تھے ملائک کہیں غلمان کہیں
 ڈالیاں پولی پہلی ملتے لگتے
 انکھیں جن میوؤں پہ لپا پتی ہیں
 توڑیں ایک تو وہ چند برہے
 رنگ میں لعل سے خوش رنگ
 کہیں کوثر ہے کہیں خنجرِ لب

سامنے آتا ہے بریاں ہو کر
 ذائقہ اوسکا نیا لطف نیا
 کہکے اڑ جاتا ہے حی القیوم
 عرشِ اعلیٰ وہ مقامِ محمود
 نورِ نور ہے بس نور یہ نور
 آئے ہاتون میں لئے جامِ جلوہ
 حوریں جبک جبک گلے لگتے لگتے
 ڈالیاں جہوم کے آجاتی ہیں
 وان کا میوہ کبھی سو کہتے ستر
 نخریں وہ نور کی وہ آبِ روان
 نور کی شمع ہر اک جا روشن

خوب سرسبزین جنت کے چین
 حورین لے لے کے بدوائی ہیں
 شکر خالق کا ادا کرتی ہیں
 کرتی ہیں حمد و ثناء غفا
 ہے رکوع اور تسبیح و سجود
 کہیں اسرار کہیں از و نیا
 حسن پر اپنے وہ حور و نکوناز
 سب کو حاصل ہے خدا کا دیدار
 کوئی موتی کا کوئی مرجان کا
 شامیانہ کہیں مہتابی ہے
 فرش ہے مغل کا شانی کا

تر و تازہ بین گلون سے گلشن
 روین سب بہر وضو آتی ہیں
 روین سب ذکر خدا کرتی ہیں
 کہیں تسبیح کہیں استغفار
 ہے کہیں ذکر کہیں ورد و درود
 حق سے واصل کوئی حق کا مبار
 کہیں غلمان کے وہ ناز و انداز
 پل میں ہوتی ہے تجلی سوبار
 ہر مکان نور کے سانچہ میں ڈھلا
 ہے کہیں سرخ کہیں آبی ہے
 ہے گمان تحت سلیمانی کا

چاندنی قاقم و سنجاب کی
 کہیں مہتاب کسی جا یہ نجوم
 کہیں بلور کے قندیلوں کی
 اور زینت ہوئی کاشا توں کی
 مثل خورشیدِ جہان روشن ہے
 سنگِ یزے نہیں پارتے
 مشک کی ہے کہیں کافور کی خاک
 حالِ حُب کا عیان ہو کس سے
 تیری رحمت تری قدرت کے نشا
 میں کہی حکمِ خدا پاتی ہوں
 سیر کو باغِ ارم کا گلشن

روشنی فرش یہ مہتاب کی
 شمع کی جا ہے ستاروں کا ہجوم
 روشنی نور کے قندیلوں کی
 روچین سب جمع ہیں پروانوں کی
 نور سے سارا مکان روشن ہے
 خاک کے ڈرے نہیں پارتے
 نور کے سارے زمین و افلاک
 اوسکی رحمت کا بیان ہو کس سے
 میرے صانع تری صنعت کے نشا
 خلد سے سیر کو آجاتی ہوں
 گھر ہے فردوس تو حُبتِ مکن

خلد کی روز ہوا کہاتی ہوں
 حق سے کیا کیا نہ جزا تھی ہے
 ہر سحر لاتی ہیں جو رین مرے پاس
 صبح دم حکم خدا پاتی ہیں
 بندہ مایوس نہو دل میں کہی
 کر تو اللہ کی رحمت پہ نگاہ
 تو نے جانا یہ فنا نہ کیا ہے
 کیا بیان مجھ سے ہوں ہر خدا
 کس فصاحت سے حقیقت یہ کہی
 حال اُسے جو گلے مل کے کہا
 خواب سے مینے جو دیکھا اُنہر

نعمتیں روز نئی پاتی ہوں
 آبِ مِلتا ہے غذا ملتی ہے
 غلے فردوس کے جنت کے لباس
 حورین رحمت کے طبق لاتی ہیں
 بخشندے چاہے جسے پل میں ابھی
 لاوا بالی ہے خدا کی درگاہ
 اسکی رحمت کا ہرکانہ کیا ہے
 ہے میرے مجھے دیدارِ خدا
 وہ بلاغت وہ زبانِ عربی
 پُرگئی نور کی آنکھوں پہ روا
 سارا خوشبو سے مسطر تھا ہر

گہر مرنور سے معمور ہوا
 ہاتھ ملتا رہا اوس کو کہو کر
 دیکھا اوس روح سے کیا کیا ظہور
 دیکھا قرآن کی تلاوت کرتے
 بارہا رحمت باری دیکھی
 دفن جس جا وہ مری جاتی ہے
 وان کے ذروں سے ستار ہونے
 انگیا خار بیا بان گلشن
 اس زمین پر ہے خدا کی رحمت
 اس زمین میں پہنچان از دنیا
 جسے دیکھا نہو دیکھے اسکے

نور سے رشک وہ طور ہوا
 گم ہوا نور کا جلوہ ہو کر
 روز افزون ہو خورشید کا نور
 کبھی کبہ کی زیارت کرتے
 اوسکی لوگوں نے سواری دیکھی
 خاک اس دشت کی نورانی ہے
 حسن سے لگے جنگل کو چاند
 بنگیا دشت و جنت کا چمن
 اس چمن میں ہے بہارِ جنت
 دفن اس جا یہ ہیں حق کے مسافر
 یان سے جاتے ہیں ادا دین کے

برگ لاتا ہے تو برپا تا ہے
 لیکے امید جو یان آتا ہے
 صبح جنت سے ہوا آتی ہے
 قبر پھولوں سے جو بن جاتی ہے
 عود و غیر سے ہمکتے دیکھا
 یا نبی رسم خدا را سپر
 رسم کرا سق تو ای میرے خدا
 نور سے قبر منور کر دے
 کون جائیگا ترا از و نیاز

پھول لاتا ہے ٹھہرتا ہے
 پیسا سا دریا سے نہیں جاتا ہے
 ساتھ وہ پھولوں کی بولاتی ہے
 عطر کی صاف مہک آتی ہے
 قبر سے نور چمکتے دیکھا
 ہے یہ امت میں ترخی تہجک
 بخشدے تو اسے بندہ ہے ترا
 قبر میں نور کا بستر کر دے
 بخشدے چاہئے نکتہ نواز

ہدایت برآجواب و ہم خاتمہ کتاب

قصہ کلہنہ یہ میں مجبور ہوا

دل مرا غم سے جو رنجور ہوا

جب قلم اس پہ اُٹھایا مئے
 پورا لکھا نہ گیا رنج و محن
 درد و رنج و الم و غم لکھا
 دل میں ہے درد و غم و رنج و ہراس
 نہ لکھو دوست و ستوقہ غم کا
 جب سے مئے یہ لکھا افسانا
 فائدہ کیا دل مضطرب یا
 رہ گئے زخم جگر چہل چہل کے
 بحرِ غم میں جسے گرتے دیکھا
 بحرِ غم سے نہ ابھرتا دل کا
 ہاتے بے موت موادِ میرا

سونیوالو نکو جگایا مئے
 غم رہا سینہ میں خمن خمن
 اور لکھنا تھا بہت کم لکھا
 کیا کہے جسکے بجا ہونے خواہ
 جسے لکھا وہ کہیں کا نہوا
 پھر کسی کام کا یہ دل نہ رہا
 جی جلا جان جلی غم کہیا
 پھوٹے بن بن کے پیو دل کے
 پیر کہی او سکونہ تر تے دیکھا
 دل سے میں مجھ سے گزرتا لگا
 زندہ درگور ہوا دل میرا

وہ جلے قلب و جگر مل جل کے
 اکسِ ہجر سے جی جلتا ہے
 شمع کی طرح گھلتا ہے دل
 غم نے کیا ہون کے کہا یا دل کو
 اپنی ہستی سے گزر جاتا ہے
 میرے اور دل کے بیڑم تکرار
 ایک دل لاکھین غم کے ریلے
 دل یہ کس کس کی کرے غمخواری
 میں نے پایا دل مضطرب جیسا
 دل تری چرب زبانی کتب تک
 دیکھ کر یہ مرے غم کا سینہ

اور بھڑکنے لگے شعلہ و ککے
 اور کلیجہ بھی کوئی ملتا ہے
 مجھ کو بولاتی ہے جلتا ہے دل
 لاکھ دھونڈا نہیں پایا دل کو
 نہیں معلوم کدھر جاتا ہے
 مجھ سے دل اور میں دل شیراز
 رو کے کس کس کو کہانی کتب تک
 ایک دل میرا خدائی ساری
 دل خدا دے نہ کسی کو ایسا
 بس تے غم کی کہانی کتب تک
 غم سے بس شوق ہے قلم کا سینہ

ہیں یہ سوزشِ غم سے آنسو
 بس تلم روک لے کر غم کو سلام
 غم سے نہہ موڑ لیا ہے مٹنے
 بخدا فخر سے سو بار کہوں
 سب سے یہ رنگ نیا ہے کہ نہیں
 سرمو سرق نہیں اس میں ذرا
 رنج کے یہ ٹکڑے جگر ہوتا ہے
 کوئی سچا نہیں فریاد مری
 یہ صلہ بھر خدا دو مجھ کو
 جسم کر مجھ پہ خداوندِ جلیل
 اپنے عھبان سے گراں باری ہے

ٹپکے پڑتے ہیں قلم سے آنسو
 قصہ غم ہوا بس آج تمام
 بس تلم توڑ دیا ہے مٹنے
 غم کے افسانہ کا موجد میں ہوں
 یہ مرا فخر نجا ہے کہ نہیں ہاں
 جو سنائیں نے جو دیکھا لکھا
 سچے باتوں کا اثر ہوتا ہے
 داد دین صاحبِ اولاد مری
 فاتحہ پڑھ کے دعا دو مجھ کو
 تجھ سے شرمندہ ہے یہ عیدِ ذلیل
 تیری رحمت کی طلبگاری ہے

توبہ کر دین یہ خطہ کیا ہے	او کی رحمت کا بڑا دریا ہے
تیرے سجد میں سر افکندہ ہوں	تو خدا ہے میں ترانہ ہوں

داور انجندے داور گئے گئے
کر کھسکار پہ رحمت کی نگہ
نمت باخیر

تاریخ وفات مرحومہ عینی فرحی قتاب النسابی کم	یہ جوان مرگ کے ہر مرگ کا حال
قصہ غم الم بین ہے سال	قصہ غم الم بین ہے سال

ولہ	ولہ
کی ہے تاریخ یہ داور رقم	اسکا سبب عجب افانہ غم
ولہ	ولہ

حال رحلت میں لکھا قصہ غم	قصہ غم سہر با اور الم
--------------------------	-----------------------

	ولہ	
داوراب نیب قلم ہوتا ریخ	ناوک قصہ غم ہوتا ریخ	
	۱۲	۱۳
قطعہ تاریخ طبع ثنوی		
داور نے لکھا فاعل غم	جب چاند ہوا زمین کا پیوند	
ہو قصہ غم کے طمع کا سال	سو غم نوجوان لب بند	
	۱۹	۱۳

قطعة تاریخ طبع ثنوی (قصہ نم) مصنف نواب اور الملک بھادر۔ اظہر
 نواب فصیح الملک ہا در استاد جهان بین نڈ شاہ داغ صاحب

داور الملک نے لکھا کیا خوب	رنج خستہ ترین یہ الم ہا
طبع کا سال داغ نے لکھا	کیا ہی اندوہناک غم ہا

قطعة تاریخ طبع ثنوی (قصہ نم) مصنف نواب اور الملک بھادر۔ از
 طبعزاد عالم الخباب اجہ راجایاں مہاراجہ کش پرشاد۔ شاد نواب ارالمہام سرکا
 آصفی ملیہ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ و سلطنت

لکھی داور الملک نے ثنوی	کہ پڑھنے سے جسکے ہر دل چاک چاک
ہوین انکی لڑکی جو انرک ہا	اسی کا ہے کہ اس میں بس ہوناک
یہ ہے ثنوی یا کہ ماتم ہا	ہو اماہ وہفت پیوند خاک
ہوتی جب مجھے فکر تاریخ طبع	کہا دل نے مجھ پر غم دردناک

<p>شن در کن چاپ این ثنوی جگر چاک از خواندش مردون سن طبع و ترتیب این نغمہ بجوشاد از - داغ در وہان ۱۳۱۹ -</p>	<p>گلو ثنوی پر غم داستان ہمہ سینہ کو بان و موکین بجوشاد از - داغ در وہان ۱۳۱۹ -</p>
---	--

قطعہ تاریخ ختم ثنوی قصہ غم از طبع از جناب لطیف احمد صاحب

آخر خلف امیر مینای مرحوم

<p>ہائے یہ رنج و الم کی داستان سال ترتیب اسکا آخر نے لکھا رنج ختم میں نیا قصہ غم طبع کی پاس نے لکھی تاریخ</p>	<p>ثنوی ہے یا قیامت کی شبیہ کچھ گئی اک درد و حسرت کی شبیہ رنج ختم میں نیا قصہ غم طبع کی پاس نے لکھی تاریخ</p>
--	--

قطعہ تاریخ طبع از طبع از جناب حفیظ الدین صاحب پاس حیدر آبادی

<p>داور الملک بے در نے لکھا یہ عجب نامہ غم طبع ہوا ۱۳۱۹ -</p>	<p>رنج ختم میں نیا قصہ غم طبع کی پاس نے لکھی تاریخ ۱۳۱۹ -</p>
---	---

مرتب بصدرنج و اشفتگی

پر آلام جان طبع شد تنوی

چو این نظم غم و اور الملک سا

رستم پاس تاریخ طبعش نمود

قطعه تاریخ طبع از طبع از جناب سید جلال الدین صاحب توفیق حیدر آباد

میرے نواب لکھا کی قسم

ہاتھ میں شمع سان جلا ہوا

ہے زبان موجب سیم ارم

صفحہ پر آئینہ کا ہے عالم

خون چکان ہے یہ قصہ پریم

اک جو انگر کا ہے یہ ماتم

اسکی ہر بیت ہے صف ماتم

کیا ہی دلسوز تنوی لکھی،

کیا عجب گرمی مضامین سے

گل مضمون کہلاتی جاتی ہے

اس قدر صاف ہے کلام کہ بس

سرخی داستان سے ظاہر ہے

کاوش پس پیچ کی دو

ہے یہ پوش حرف حرف کا

مرگ پر کس رو رہے ہیں جن
 دل گرفتہ ہر ایک دائرہ ہے
 چل رہا ہے جگر یہ اڑہ سین
 کاف نالان ہے اپنی مرکز سے
 صبح غم ہے بیاض بین بطور
 اسے فلک انقلاب ایسا ہی
 وہ جتنے جو کہ مردہ کہلائے
 ہو خسوفِ لحد میں حیف و نہ ما
 کیون نہ خامہ کی طرح شق ہو یا
 کیون نہ تاقد چرخ پیہ نہو
 گریہ صا د سے یہ ظاہر ہے

ق

نقطوں میں سچ سرتک کا عالم
 صورت چین کیسویے پر خم
 بار غم سے میان ٹال ہے خم
 سر پہ ٹہپا ہے تیر و دو الم
 ہے سوا دِ مدادِ شام الم
 یہ بھی ظالم طریقِ ظلم و ستم
 وہ مرے جو کہ ہو سیحاد م
 چاندنی جب کا ہو عبا و تم
 گریبان ہوں حروفِ قصہ غم
 قاف ہے اُس کا کوہ قاف الم
 ہے سفید اسکا دیدہ پرشم

پتے میں حروف سراپا	ہاتے ہت ہاتے ہاتے کا علم
نقطہ غین سے یہ ظاہر ہے	سریہ تو مابے کو دروالم
سرگرائی نے سرچکایا ہے	بار غم سے میان ال ہے خم
خشب ریاض کس کے نام ہے	نالہ صورت سریر قلم
الغرض کیسا لکھوں تیرے	کیا کروں ہاتے سال طبع قلم
جس کا ہر لفظ دسترا ندود	جس کا ہر حرف استان الم
کلمہ پر درو نے کہا توفیق	آو وہ لکھ از قصہ غم

تاریخ ختم ثنوی از توفیق صاحب

ہوں جب ختم ثنوی توفیق	دل نے دکھلاے جلوہ زائیں
خامہ نے شانہ بنکے بکھاتے	کیسوی داستان مرگ عرو

قطعہ تاریخ وفات بہتالینا بیگم مولدہ طبعزادہ میر صاحب فرستادہ

نواب نظام یا جنگ حاتم الملک

خان خانان بھادر

ولا ازیدہ عبرت بین اوضاع عالم

نثر ز شاخ سبز افتاد و پیوند ز گیشته

اہل سال گل کردار شبتان غم خستہ

کہ گل دارد ہزاران داغ و بلبل غار صد ماتم

قمر از آسمان افتاد و رفت اندر خاک غم

ازین عالم فنا شدہ مہتاب النسا بکیم

۱۲

و ایضاً

گر نہ مخفف قمر عفت و حیا

دیشم ما در ویدار زمرگ تو بین

نیز چرخ چارمی آورد سال حال

درین غنقوان شباب و جمال آہ

گشتہ سیاہ روز و شب ماہ و سال آہ

مہتاب نیز خاک بشد و کمال آہ

۱۸

تا بیخ وفات مہتاب النسا بکیم مرحومہ دسترخباب نواب ستطاب معلی

تائب نواب اور الملک بہادر دام اقبالہ و اجلالہ طب بزازید علی حسن ضنا

لکھنوی عابدی المتخلص مرخ

داور الملک بہادر نے لکھی تھی یہی	جس کا مداح ہر اک عاقل و فزائے
مطلع ہو قطع تک ہے نور کے شکاریں	روح فردوسی خاقانی بھی پروانہ ہے
روزمرہ بھی قصا ہی بلاغت بھی	ثنوی ہو کہ یک نور کا افسانہ ہے
گل و بیل ہی ہیں اس غم میں کما تم	شع غم کی کہیں دشمن کہیں پروانہ ہے
مع مدوح میں مرخ زبان ہے حق	بس تلم روک لے سودا کی دیوانہ ہے
از روی جان لکھی تاریخ تو ہائے کیا	صد مہ رنج و غم و درد کا افسانہ ہے

تاریخ طبع ثنوی از طبعا جناب نواب احماد الدولہ بہادر - دل

دختر نوجوان کے ماتم میں	ثنوی ہے یہ پر زرنج و الم
داور الملک کی ہے تصنیف	سال ہے - حال دل فسانہ غم

قطعا رنج طبع ثنوی از طبعا جناب نواب سیدارالدولہ بہادر سلمیند داع صا

داور الملک میرے قبلے

دہلئی ہے زبان فصاحتین

غم و حتر کا ہے یہ افانہ

طبع کا سال یہ آسہ نے کیا

خوب لکھا ہے اک فسانہ غم

اور بلاغت میں ہی نہیں کم

جنے اسکو سنا کیا ماتم

چھپ گیا لا جواب قصہ غم

ولہ

غم و رنج دستیرین و قنوی

ہوئی فکر جب طبع کے سال کی

قطعہ تاریخ طبع قنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر اشرف تلمیذ داغ ضا

رنج دستیرین ایک افسانہ

سال فصلے یہ اسکا کہ اشرف

قطعہ تاریخ طبع قنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر منظر

لکھی داور الملک نے مرزا

غم نور ویدہ - آسہ نے کہ

قطعہ تاریخ طبع قنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر اشرف تلمیذ داغ ضا

داور الملک نے کیا ہے رقم

دیکھ اچھا چھپا ہے قصہ غم

قطعہ تاریخ طبع قنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر منظر

قنوی قصہ ہے جد

طبع کی تاریخ منظر نے کہی

داور الملک اسکے موجد ہیں

چپ گیا افسانہ غم کا بے بہا

قطعہ تاریخ طبع قنوی مرتضیٰ میرا د اعلیٰ صاحب - زر

داور الملک بھادور کو حیف

راہتی خلد ہوئی دخت نیک

قنوی اپنے اس غم میں کہی

میں تاریخ یہ ای زار کہی ما

دبا تقدیر نے صدمہ جانکا

دوست سب کہتے ہیں انا نہ

قصہ غم ہر ہی حق ہے گوا

آج کیا قصہ غم دیکھا آہ

عالی

جو قبر طاس دل کو سیہ کر دیا

گویا ذات غم کا یہ فوٹو کچا ہے

عجب قصہ غم با سان لکھا ہے

زبانِ قلم سے عجب غم اٹھا ہے

ہیں قنوی بل سراپا ہے اندوہ

یہ تاریخ داود بہت سہل تر ہے

قطعة تاریخ طبع ثنوی از طبغزاد جناب محمد شرف الدین صاحب
آس فرزند جناب یاس صاحب

غم دخت مین داوور الملک	لکھی ثنوی کیا ہی پرورد و آہ
لہا آس نے طبع کلاں یون	جہا قصہ غم نیا آہ آہ

قطعة تاریخ طبع ثنوی از طبغزاد جناب میر حسن علی صاحب صفہ

یہ داوور الملک کی ہے تصنیف	قیہ غم پر از من ہے
ہاتف نے کہا صفا سے لکھم	مرغوب جہاں ہوا - مین سن

قطعة تاریخ طبع ثنوی از طبغزاد جناب حکیم نور محمد صاحب نور بہ نور علی نور

داوور الملک مین سخوڑ عرصہ	قصہ غم کا نسخہ خوب لکھا
لکھی چھنے کی نور نے تاریخ	اے غم کا جہاں قصہ کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب محمد علی صاحب ملازم و قلمدر مجاہدی سرکار عالی حیدر آباد

التخلص فی نصف

یہ کتاب کوئی فسانہ خیالی ہے اور نہ مصنوعی حکایت عشق و عاشقی ہے بلکہ یہ ایک سچے واقعہ اور
ایک حتمی حیدر کا میثاقہ فوٹو ہے جسکو عالیجناب نواب اور الملک بہادر المتخلص - داور - معرب
استان بدلت نشان علی حضرت میر محبوب علی خان نظام الملک آصف جاہ ساہو خد و ملک
دکن بدلت نشان اپنے دختر نیک اختر کے واقعہ وفات حسرت آیات کے غم جاننا و مین میں
فرمایا ہے -

مختصر کیفیت اس سانحہ غم کی یہ ہے کہ نواب صاحب مدوح کی ایک صاحبزادی مسماہ بہت بے لکیم
صاحبہ مرحومہ حسن سیرت، اخلاق سے آراستہ اور اوصاف حمیدہ سے پیراستہ تھیں
مرحومہ کی شادی نواب صاحب کے برادر زادے نواب نغمہ یار جنگ بہادر سے ہو کے
کوئی نو مہینے کا عرصہ ہوا تھا کہ مرحومہ نے انس کا ناپائیدار سے انتقال فرمایا -

ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسی عزیز و لائق لڑکی اور ایسی حالت نوع و عیسیٰ میں مان باپ کو اپنی

جذابی کا داغ دیکھا ہے تو اونکے دل کا کیا حال ہوا ہوگا۔

ایک مدت تک نواب صاحب ممدوح اپنے نوچرپشی کی یاد میں آہ وزاری کرتے رہے
بالآخر طبع موزون نے حسب حال اس مرحومہ کے اشعار کہنا شروع کر دیے جو فطرتی موزون
مزاجوں کیلئے غم غلط کرنا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ چند روز میں ایک خاصی شنوی مرتب
ہو گئی جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

ہم نے جہان تک غور کیا اس شنوی کو اپنی طرزمیں جدید یا کینو مکہ خیالی مضامین اور نقل و حکایات
طور پر زبان اردو میں بھی میون شنویاں دیکھی گئی ہیں۔ لیکن اس طرز خاص یعنی غم انتقال و خیر
میں اب تک کوئی شنوی ہمارے نظر سے نہیں گزری۔ بیشک نواب صاحب اس طرز
کے موجد ہیں اور آئندہ جو کہیں گے آپ کے مقلد ہوں گے۔

نواب صاحب ممدوح کی دختر مرحومہ کے روحانی حالات جیسے اکثر لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ
وہ طواف بیت اللہ شریف میں نظر آئیں۔ اور اپنے اوستانی وغیرہ کے خواب میں
جو جو باتیں کین صبح میں وہ بعینہ وقوع میں آئیں ان علامات مقبولیت کے نظر کرتے اس
شنوی کے لکھے جانیکو بھی مرحومہ کا ایک تصرف روحانی تصور کرنا چاہیو گا کیا معنی کہ بقا
نام و نشان ہی مقبلان بارگاہ رب العزت کی نشانیوں سے ہے اور یہ بات
بغیر فضل ایزدی و عنایات صمدی نصیب نہیں ہوتی۔ رحمت حق پہاڑ می جوید۔ کیا۔

کی بات ہے دنیا کی تاریخ میں صد ہا مثالیں اس طرح کی موجود ہیں۔ تفریق نشا۔ تزلزل
منقشا۔ اوس خلاق عالم وقاد مطلق کی شان ہے جسکو چاہتا ہے دولت و عزت
دارین سے سرفراز فرماتا ہے طاعت پہ ناز کام ہے مرد فضول کا، نا خالق کو
اختیار ہے رد و قبول کا۔

اس واقعہ کا واقعی اور بلا تصنع ہونا اسکی میا خنکی بیان سے خود ظاہر ہے اور چونکہ یہ
ایک بیان غم الم ہے اسلئے اس میں نواب صاحب نے مضامین و محاورات میں
بڑا اوس عمدگی سے فرمایا ہے کہ جو حضرات اہل درد اسکو دیکھیں یا سنیں ممکن نہیں کہ انکو
آنسو نہ ٹپک جائے۔

روزمرہ اردو زبان نہایت فصیح و میا ختہ ہے احاصل اس ثنوی کی خوبی اسکو
دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے راقم نے تقریب طبع ایک تاریخ ذیل میں درج کی ہے

داور الملک داور اکرم

سٹراسکی ہے یا صفا ماتم

اس میں دیکھا گیا خدا کی قسم

بے بدل ہے جدید قصہ

۱۹ ۱۳

موجب اس قصہ الم کے ہیں

داستان غم و الم ہے یہ

رنج و غم کا بیان بطرز جدید

لکھا و اصف نے طبع کا یہ سال

تقریظ قطع تاریخ ختم قنوی از جناب غیاث الدین صاحب رآبادی

میری اس ناچیز تقریظ کو آرباب دانش بڑی وقت کے نظر سے ملاحظہ فرما دیں کہ ہمارے
 دیسی حکام بھی لیاقت و موزنیت میں اس قدر مواد رکھتے ہیں کہ بحرِ ناہمی تجربہ کے کیکو ظاہر
 نہیں ہوتا جو اس وقت عالیجناب نواب داؤد الملک بہادر مقرب شاہ دکن سلطانِ زمینِ عظمیٰ علی
 نے نحو قصہ نم تصنیف فرمایا ہے یہ ایک نیا نقشہ باندھا گیا ہے اس قنوی کے
 موجود نواب صاحب مغز ایک اچھی صورت میں ہوئے ہیں اور انکی زبان دانی اور
 انکی موزنیت طبع و بلند خیالی و پرخسری بہت اعلیٰ درجہ پر ہے زبان دان دلی و لکھنؤ سے
 کچھ کم نہیں بلکہ نواب صاحب مدوح کا مثل نہیں۔

اس خاکسار کو اس وقت اس قدر کافی مہلت نہیں ملی اس گہرہای مضمون کو رشتہ نظم
 میں منسلک کیا جائے مگر تاہم حسبِ حوصلہ ایک قطعہ تاریخ ذیل میں درج ہے

تاریخ

قنوی کی مثال دی ترتیب

کہا باقی نے عجیب و غریب
 ۱۳۱۸ھ

داؤد الملک نے جو قصہ

پوچھا تصنیف کا جو افسر سال

تقریظ مع قطع تاریخ از جناب سید محمد تقی صاحب حیدر آبادی ،

گر پیر نو سالہ میر عجبی نیت این ماتم سخت کہ گویند جوانمرد

یہ اوس نوجوان پر حسرت و ارمان کی بیفت محبت کا گذار قصہ ہے جسکے غم کے ہاتھوں نے مان

باب کے لوح دل سے حرف خوشی مٹا دیا۔ اور یہ اوس نوجوان مرگ کی وفات کا دوا کو

بیمین کر نوا اسپا واقہ ہے جسکے سوز و غمت نے مان باب کے سینوں میں ایسی آتش غم و اندو

بہر گائی ہے جو کئی طرح بچہ نہیں سکتی۔ افسوس۔ یہ اوس غم پہ ناتگفتہ کی افسردگی کا فائدہ

جاننا ہے جو ابھی کھلنے نہ پایا تھا۔ پہول تو دو دن بیمار جان نہ ادا کھلا گئے۔

حیف آن چھون پہ ہے جو کھلے مر جا گئے

غرض یہ ثنوی قصہ ہم باجمین نواب اور الملک بہادر مقرب بارگاہ کیوان جناب ہلال

رکاب سلطان زمن شاہ و کن بدلاہ العالی۔ اپنے غم و الم کی سچی تصویر کشی ہے اور خونِ بکھر

زنگ آمیزی کی ہے ایک نرالی طرز میں ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نواب صاحب مدد

اس خاص دلکش طرز کے موجد ہیں یہ وہ غمناک درد انگیز ثنوی ہے کہ اس کے ہر حرف سے

غم شیک رہا ہے اسکی ہر بیت میں نشر کی غلش ہے۔

نواب صاحب منزل نے اس حق سے اس سچے واقعہ اور رویا سے صادقہ کی تصویر کشی

کہ اسکا ہر حرف اسکی صداقت کی شہادت دیر ہا ہے اور اسکا ہر ایک پراثر لفظ اس کے

واقعی ہو گیا گواہ ہے علاوہ واقعہ بھاری کے نواب صاحب مدوح نے سلاست زبان
 بندش الفاظ کا خاتمہ کر دیا ہے اور چستی مضمون صفائی زبان میں تسلیم تو کر دیا ہے یہ وہ ثنوی
 و فصاحت و بلاغت میں نظیر نہیں رکھتی بے ساختگی و اوپر اکت مضمون میں اپنا آپ ہی جواب ہے
 قطعہ تاریخ طبع ثنوی

نواب جناب دارالملک	استاد سخن امیر عظم
دختر کی وفات کے بیان میں	لکھنا انہوں نے قصہ عظم
یہ غمکہ ہے کہ ثنوی ہے	بہر حرف ہے داستان ماتم
سید لکھا ہے سال تاریخ	لہذا زیادت نامہ عظم

تاریخ ختم کیا

دوست تو دوست اگر سننے کہی	نکڑے نکڑے ہو جگر دشمن کا
لباس سید حسن ختم کتاب	ہے یاد دشمن دو نہیں کا

آمر نظامین تصنیف جناب میر محمد علی صاحب غیبہ ارواح شریف

سبحان کیا ہی محترم نواب دارالملک پادشہ نظم کیا ہے یہ مصرع فصاحت و سلاست میں بہت زور
 محاورہ بہت اہمیت خوب زبان کو ترکی ہوئی شہتہ و قدیم کہ خوب الفاظ و دست اشعار اس کی تعریف میں باقی
 اس کی توصیف میں ہوا میں فرمایا کہ تو کیا داور عظم کہو تو روئے فقط

